جہاد فی سبیل اللہ

تحریر: آنسہ فرزانہ نذیر ملک

اسلام اس کرہ ارضی پر بسنے والے تمام انسانوں کو امن و سکون کا پیغام دیتا ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے۔ جو تمام لوگوں کو ایک برادری اور ایک رشتے سے منسلک ہونے کا پیغام دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات کسی قوم' کسی فرد کے لئے نہیں ہیں بلکہ اس کی تعلیمات پورے معاشرے پوری انسانیت کے لئے ہیں اسلام چونکہ ایک دین فطرت ہے اس لئے اسلام نہ تو جنگ کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی بغیر کسی وجہ کے کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ جب باطل اور شیطانی قوتیں اس زمین پر فتنہ و فساد برپا کرتی ہیں اور امن و سکون کو تباہ کرتی ہیں۔ تو اسلام اپنے پیروکاروں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ ان کے خلاف جہاد کریں اور اس وقت تک کریں جب تک فتنہ و فساد باقی نہ رہے۔

تم ان سے لڑتے رہو' یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے۔ (القرآن)

اس لئے اسلام کا اصل مقصد یہ ہے کہ تمام معاشرے کو فتنہ و فساد' باطل عقائد' برے اخلاق سے پاک کرنا ہے۔ بیواؤں' یتیموں' مسکینوں کو اس کا حق دینا ہے۔ اسلام کی دعوت کی راہ میں جو جدوجہد' محنت و منفعت کی جائے اس کا نام جہاد ہے۔ جہاد جہد سے نکلا ہے جس کے معنی کوشش کرنا ہے۔ جہاد' زبان' قلم' مال سے بھی کیا جاتا ہے۔

اپنی قلم کے ساتھ سچ اور حقیقت کو لکھنا چاہئے وہ کسی کو ناگوار بھی لگے۔ یہ بھی جہاد ہے۔ اس لئے اگر آپ کے قلم آپ کے مرتبے اور آپ کے اختیارات کے ذریعے معاشرے میں اچھے کام فروغ پائیں تو یقیناً آپ اس نیکی میں شریک ہیں اور اپنی زبان سے ایسی برائیوں کو روکئے جو معاشرے میں برائیوں کو تقویت پہنچائیں۔

وتعاونوا علی البر والتقوی۔ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب○

نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں تعاون کرو' گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ اس کی سزا بہت سخت ہے۔ (المائدہ ۲)

(اے مسلمانو) برائی اور اچھائی کے آپ بھی ذمہ دار ہیں آپ جہاں بھی ہیں جیسے بھی ہیں اچھائی کے نفاذ کے لئے اور برائی کو روکنے کے لئے اپنی زبان اور قلم سے جہاد کیجئے اور یہی آج کے وقت کا تقاضا ہے۔

کسی ایسے بادشاہ کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا جس کی وجہ سے اسلام کے نفاذ میں رکاوٹیں حائل ہوتی ہوں اور برائیوں کو تقویت پہنچتی ہو ایسے ظالم جابر بادشاہ کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا بھی جہاد ہے۔

جہاد میں ہجرت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ حضور پاکؐ نے ۱۳ سالہ مکی زندگی میں کافروں کے خلاف کوئی

قتال نہیں کیا صرف ۲۸۳ مسلمان ہوئے پھر مدینہ میں آکر آپ نے جہاد کیا۔ جہاد میں ہجرت کا ہونا لازمی ہے اس قسم کی سب سے بڑی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق میں پیدا ہوئے آپ نے سب سے پہلے جہاد اپنے والد کے خلاف کیا جب آپ کو گھر سے نکال دیا گیا تو اپنے معاشرے میں معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد کیا۔ وہاں کے بتوں کے خلاف آواز حق بلند کیا۔ پھر اس بادشاہ کے خلاف جہاد کیا جس نے آپ کو جلتی ہوئی آگ میں دھکیل دیا پھر اس آگ سے گزرنے کے بعد ان علماء کے خلاف جہاد کیا جو بت پرستی کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ عراق سے چل کر مصر میں جا کر جہاد کیا اور وہاں کے بتوں کو بھی خاک میں ملا دیا

ے اگر جو آج بھی ہو ابراہیم کا سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

قرآن مجید کی تعلیم

ترجمہ = اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور پھر اللہ کی راہ میں اپنی جانیں اور مال سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو اللہ عز و جل تمہارے گناہ بخشے گا اور تم کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں اور پاکیزہ مکان ہیں۔ ہمیشگی کی بہشتوں میں یہ بڑی کامیابی ہے اور ایک بات جسے تم چاہتے ہو خدا کی طرف سے مدد اور قریب فتح ہے اور ایمان والوں کو خوشخبری دو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ۱۳ سالہ مکی دور میں کافروں کے خلاف کوئی قتال نہیں کیا آپ کی تبلیغ سے ۲۸۳ مسلمان اسلام کے دائرہ میں داخل ہوئے۔ مدینہ کے لوگوں نے آپ کو اپنے ملک میں آنے کی دعوت دی۔ مکہ میں آپ پر عرصہ حیات تنگ کیا گیا آپ کو کفار نے اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ مجبور ہو کر آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔

چنانچہ ہجرت کے موقع پر حضور اکرمؐ نے مکہ مکرمہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے مکہ! تو مجھے دنیا میں سب سے بڑھ کر عزیز ہے لیکن کیا کروں تیرے باشندے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔

حضور پاکؐ مدینہ میں آئے لیکن یہاں بھی کفار نے اپنی ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ مسلمانوں کو جہاد پر مجبور کر دیا۔ یعنی جن سے لڑائی کی جاتی ہے مسلمانوں کو بھی اب لڑنے کی اجازت دی گئی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور خدا ان کی مدد پر یقیناً قادر ہے۔ (مرقانی بحوالہ سنن نسائی جلد ا، ص ۴۴۸)

مسلمانوں کو ان حالات کی اطلاع ملی کہ کفار مکہ اسلحہ سے لیس ہو کر مدینہ کی طرف بڑھ رہے ہیں تو آپ نے صحابہ کو جمع کیا اور واقعہ کا اظہار فرمایا۔ حضرت ابو بکرؓ نے جان نثارانہ تقریریں کیں۔ لیکن رسولﷺ انصار کی طرف دیکھتے، انہوں نے اقرار کیا تھا کہ وہ اس وقت تلوار اٹھائیں گے جب دشمن

مدینہ پر چڑھ آئیں گے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ (سردار خزرج) نے اٹھ کر کہا کیا حضور کا اشارہ ہماری طرف ہے خدا کی قسم اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم سمندر کی گہرائیوں میں کود پڑیں۔

غرض ۱۲ رمضان سنہ ۲ھ کو آپ تقریباً تین سو جان نثاروں کے ساتھ شہر سے نکلے ایک میل چل کر فوج کا جائزہ لیا جو کم عمر تھے واپس کر دیئے گئے کہ ایسے پرخطر موقع پر بچوں کا کام نہیں۔ عمر بن ابی وقاصؓ ایک کمسن بچہ تھا جب ان سے واپسی کے لئے کہا گیا تو وہ رو پڑے۔ آخر آنحضرتؐ نے اجازت دے دی۔ ادھر قریش مکہ اسلحہ سے لیس ہوئے گھوڑوں پر سوار ہوئے زین کسی ہزاروں کی تعداد میں گھوڑوں پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف بڑھ رہے تھے' لیکن تین سو تیرہ مجاہدین ۱۰۰۰ کی جمعیت کی فوج دیکھ کر جو کہ اسلحہ سے لیس تھے' مجاہدین کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ جو بے سرو سامان خدا کی توحید کو منوانے کے لئے میدان جنگ میں جہاد کے لئے آئے تھے۔

یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر ہے جسارت آفریں شوق شہادت کس قدر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے آگے دعا فرمائی کہ خدایا اگر یہ چند نفوس آج مٹ گئے تو پھر قیامت تک تو نہ پوجا جائے گا۔ اس بے قراری کے عالم میں بندگان خدا کو رقت آگئی حضرت ابو بکر نے عرض کی حضور خدا اپنا وعدہ وفا کرے گا۔ آخری روحانی تسکین کے ساتھ فوج کو شکست دی جائے گی اور پشت پھیر دیں گے۔ (قمر ۳)

۳۱۳ مجاہدین اپنی جانوں کو ہتھیلی پر لئے ہوئے بے قراری کے عالم میں آگے بڑھے اور دشمنوں کی صفوں کی صفیں چیرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ یہ معرکہ ایثار اور جانبازی کا سب سے بڑا اور حیرت انگیز منظر پیش کر رہا تھا۔ دونوں فوجیں سامنے آئیں تو لوگوں کو نظر آیا کہ خود ان کے جگر کے ٹکڑے تلوار کے سامنے ہیں حضرت ابو بکرؓ کے بیٹے جو اب تک کافر تھے میدان جنگ میں بڑھے تو حضرت ابو بکرؓ تلوار کھینچ کر آئے عتبہ میدان میں آیا تو حضرت حذیفہؓ جو عتبہ کے فرزند تھے اس کے مقابلہ کو نکلے۔ حضرت عمر کی تلوار ماموں کے خون سے رنگین تھی۔

اے میرے نبیؐ کے جانبازو! تم نے اللہ کی راہ میں تلوار اور ڈھال کے بغیر جہاد کیا یہ بات کتنی قابل تعریف اور حیرت انگیز ہے تمہارا شوق شہادت دلیری و بے باکی پیدا کرنے والا ولولہ انگیز جذبہ ہے جو کہ دوسروں کے دلوں میں بھی جذبہ شوق شہادت پیدا کرتا ہے تمہاری تلواریں اپنے ہی عزیزوں اقارب کے خون سے رنگین ہوئیں یہ ایک ایسی تاریخ ہے جس کی مثال نہیں ہے اور یہ دوسرے کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔

یقین محکم' عمل پیہم' محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

اے آج کے مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے' کیا تم صدیق' فاروق عثمان' علی' حذیفہ سے زیادہ بلند تر ہو وہ تو وہ تھے کہ جن کو سرور کائنات کے دربار سے لقب صدیق ملا' لقب فاروق' ذوالنورین' حیدر کرار

ملا' ان کی تلواریں اپنے عزیز و اقارب کے خونوں سے رنگین ہو سکتی ہیں تو کیا تمہاری تلواریں ان درندوں کے خلاف نہیں اٹھ سکتیں جنہوں نے تمہاری ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیا۔

ترجمہ = (اے مسلمانو) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستے میں جنگ نہیں کرتے؟ کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لئے جو کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور اپنے پاس سے ہمارا کوئی دوست اور مددگار بنا۔ (النساء ۔ ۴)

(اے مسلمانو) اب نہ تو وہ ایمان کے حوصلے ہیں اور نہ اسلام کے شور و غوغے ہیں نہ فدویت اور ایثار کے نشانات ہیں اور نہ بقائیت اور فنائیت کے جذبے ہیں آج مسجدیں اور عبادت گاہیں ویران ہیں۔ مگر سینما گاہیں بھری ہیں اور ان سے بھری ہیں جو اپنے آپ کو صدیق فاروق اور طلحہ و زبیر کا جانشین کہلاتے ہیں۔ مگر اپنے ڈھنگ اپنی تہذیب کو بے غیرت بنا کر ان کو جہاد سے متنفر کروانا چاہتے ہیں۔ جب ہمارے نوجوانوں کے ہاتھ میں گندی انگریزی فلمیں اور کیسٹ ہوں گی تو وہ جہاد کے لئے بندوق کیوں اٹھانے لگے۔ مسلمانوں کو بے راہ روی کا شکار کرنا غیر مسلموں کا مشن ان کی خواہش اور تمنا ہے۔

میرے نبی کا ارشاد ہے

تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے اگر تم میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے۔

آج مسلمانوں نے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اور اپنے آپ کو انگریزی ماحول میں بدلا ہے اور وہ اپنی عاقبت کو سنوارنے اور مسلمانوں کی عاقبت کو گنوانے میں مگن ہیں اور اپنی توانائیاں اس کام میں صرف کر رہے ہیں۔ لیکن یہ مسلمان اپنے آپ کو اسلام کی تہذیب میں ڈھالنے کی بجائے اپنے آپ کو انگریزی تہذیب میں بدل کر اپنی ترقی سمجھ رہے ہیں لیکن حقیقت میں تباہ برباد ہو رہے ہیں اور انہیں خوش کر رہے ہیں۔

روح میں نور نہیں قلب میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تجھے پاس نہیں

(مسلمانو) آج تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنے آپ کو کافروں سے بھی بدتر کہلوانے لگے ہو' تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمانوں نے کفار مکہ کو بدر میں شکست دی تو کافروں کے نوجوان' عورتیں' مرد سب ہی انتقام کی ہوس میں تھے سب کے دل ہی انتقام انتقام جوش میں شعلہ آگ برسا رہے تھے۔ ان میں سے چند عورتیں تھیں جو کہ قریش مکہ کے معزز گھرانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ گھر گھر جا کر کشتگان بدر کا ماتم کرتیں مسلمانوں کے خلاف عورتوں نوجوانوں کو اپنی تقریروں اور نظموں سے بھڑکاتیں۔ ان میں چند عورتوں کے نام یہ ہیں۔

ہندہ عتبہ کی بیٹی

ام سلیم	عکرمہ (فرزند ابو جہل) کی بیوی
فاطمہ بنت ولید	حضرت خالدؓ کی بہن
برزق	مسعود ثقفی جو طائف کا رئیس تھا اس کی بیٹی
ریطہ	حضرت عمرو بن العاصؓ کی زوجہ
خناس	حضرت مصعب بن عمیر کی ماں

حضرت حمزہؓ نے ہندہ کے باپ عتبہ کو بدر میں قتل کیا تھا۔ جبیر بن مطعم کا چچا بھی حضرت حمزہ کے ہاتھوں سے مارا گیا تھا۔ اس بنا پر ہندہ نے وحشی کو حضرت حمزہؓ کے قتل پر آمادہ کیا اور یہ اقرار کیا کہ اس کارگذاری کے صلہ میں وہ آزاد کر دیا جائے گا۔ قریش بدھ کے روز مدینہ کے قریب پہنچے اور کوہ احد پر پڑاؤ ڈالا آنحضرتؐ جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھ کر ایک ہزار صحابہ کے ساتھ شہر سے نکلے۔ عبداللہ بن ابی تین سو کی جمعیت لے کر آیا تھا لیکن یہ کہہ کر واپس چلا گیا آپ نے میری بات نہیں مانی آنحضرت کے ساتھ اب صرف ۷۰۰ صحابہ رہ گئے تھے لیکن جان نثاری کا یہ ذوق اور شوق تھا کہ جب نوجوانوں میں حضرت رافعؓ بن خدیج کو کہا گیا کہ عمر میں چھوٹے ہو تو انگوٹھوں کے بل پر کھڑے ہو گئے ان کی یہ ترکیب چل گئی اور وہ لے لئے گئے سمرہؓ بھی انہیں کے ہمسر تھے۔ انہوں نے یہ دلیل پیش کی کہ رافع کو بچھاڑ لیتا ہوں۔ قربانی کا یہ ذوق اور شوق کہ کمسنی میں ہی بہادروں کی صف میں شامل ہو گئے۔

یہ عالم شوق کا دیکھا نہ جائے۔

سب سے پہلے طبل جنگ کی بجائے خاتونان قریش دف پر اشعر پڑھتی ہوئیں بڑھیں جس میں کشتگان بدر کا ماتم اور انتقام خون کے اجزے لہٰذا ابو سفیان کی بیوی آگے آگے اور باقی پیچھے پیچھے تھیں۔

نحن بنات طارق	ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں ہیں
نمشی علی النمارق	ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں
ان تقبلوا نعانق	اگر تم بڑھ کر لڑو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گی
او تدبروا نفارق	اور پیچھے قدم ہٹایا تو ہم تم سے الگ ہو جائیں گی

کفار مکہ کی عورتوں میں انتقام کا اس قدر جذبہ کہ اپنے بھائیوں کے خون کے انتقام کی خاطر اپنی قربانیاں پیش کرنے کے لئے تیار تھیں۔ یوسف بن حجاج کے زمانے میں ایک لڑکی پر ظلم ہوا اور وہ غیر مسلموں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنی۔ تو محمد بن قاسم اپنی بہن کی صدا پر نیل کے بیانوں پر جا کر دشمنان اسلام سے ٹکرایا۔

اک مسلمانوں کی بیٹی پر ہوا تھا جب ستم
کھل گئے تھے ابن قاسم کی شجاعت کے ستم

محمد بن قاسم نے اپنی ایک بہن کی آواز پر تلوار کھینچ لی۔ لیکن اے نوجوانو' آج لاکھوں کی تعداد میں کشمیر' بوسنیا' فلسطین کی مسلمان عورتوں پر کفار اپنے ظلم و ستم کی انتہا کر رہے ہیں۔ اپنی بہنوں کے دوپٹوں کی عزت کرو ان کی آبرو کی خاطر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ محشر کا دن ہو' ان بیٹیوں' بہنوں' ماؤں کے ہاتھ ہوں اور تمہارے گریبان ہوں۔

بیٹیاں برباد ہیں بنگال میں کشمیر میں
جوش آتا کیوں نہیں اسلام کی شمشیر میں

اے نوجوانو تم بھی اپنے اندر خالد بن ولید جیسی دلیری علی جیسی شجاعت' عمر جیسا عدل' صدیق جیسی صداقت پیدا کرو تم بھی زید بن ثابت' خالد بن ولید' محمد بن زیاد' سمرۃ کی راہ پر چلنے والے مجاہد بن جاؤ۔

وہ نوجوان ان کے پاس کیا تھا۔ ان کے پاس یقین اور عمل کے دو نسخے تھے جس کی وجہ سے وہ ہر ایک کام کو آسان سے آسان تر بنا لیتے تھے اور حقیقت میں اس چیز نے ان کو کفر اور ذلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نجات دلائی تھی انہوں نے ہی عرب کے راہزن ڈاکوؤں کو حکومت اور سلطنت کے گر سکھائے کہ قیصر و کسریٰ کے قانون بھی ان کے آگے ماند پڑ گئے اور بہادری اور شجاعت کے ایسے درس سکھائے کہ ہماری آنے والی نسلیں بھی انہیں کی شجاعت و بہادری کو نمونہ رکھیں گی۔

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار جہاں بان و جہاں آرا

غرض وہ مسلمان شمع الٰہی کے سچے عاشق اور پروانے تھے۔ جو دوڑ کر قرآن کی تجلیات پر ازدحام کرتے اور پروانہ وار فدا و نثار ہو کر ابدی اور دائمی زندگی حاصل کرتے۔ انہیں نوجوانوں میں ایک صحابی حضرت عامر بن مغیرہ ہیں ایک قبیلہ کے لوگ آئے انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ قاری بھیجیں کہتے ہیں کہ حضرت عامر بن مغیرہ اتنا اچھا قرآن پڑھا کرتے تھے کہ نبی کریمؐ فرماتے عامرؓ قرآن پڑھو مجھے اچھا لگتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ اس قبیلے نے غداری کی حضرت عامر بن مغیرہ کو پہاڑی پر لے گئے۔ کہا قرآن پڑھو قران پڑھ رہے تھے ایک ظالم نے نیزہ مارا خود نیزہ مارنے والا کہتا ہے۔ ہائے عامر بن مغیرہؓ" اف نہ کی' اور کہا اے لوگو گواہ ہو جاؤ میں نے فلاح پا لی۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

اللہ انہیں کی مدد کرتا ہے جو اس کی آزمائشوں میں اس کی دی ہوئی تکلیفوں میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اپنے رب کی مدد اور وعدے کا یقین رکھتے ہیں آج کشمیر' بوسنیا' فلسطین کی عورتیں تم سے ایسی فریاد رسی کر رہی ہیں میں ان کی فریاد رسی ان کی مظلومیت اور تمہاری آوارگی بے راہ روی کس طرح بیان کروں کہ میرا قلم بھی یہ منظر پیش کر رہا ہے۔

لکھنے لگا حقیقت گریہ جو یار کو
میری طرح قلم کے بھی آنسو نکل گئے

مختصر یہ کہ جہاد فی سبیل اللہ مسلمان کا ایمان' مومن کی شان اور متقیوں کی پہچان ہے جہاد میں حصہ لینے والا مجاہد کامران لوٹنے والا غازی اور میدان جہاد میں سرفروشی کا مظاہرہ کرنے والا شہید ہے' جہاد پر جانے والے کی شان ہی کچھ اور ہوتی ہے یعنی یا تو وہ غازی بن کر لوٹے گا یا شہادت پا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہو جائے گا۔ جو خدا کی راہ میں مرنے کا ارادہ کر لیتا ہے عرش والا اس کو زندہ جاوید بنا دیتا ہے

اور جو خدا کی راہ میں شہید ہو جائیں انہیں مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں مگر تم شعور نہیں رکھتے۔ (البقرہ)

ہر مسلمان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ شہید ہو جائے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہو جائے

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

مسلمان فاتحین نے جتنے بھی علاقے فتح کئے وہاں ایک بھی برائی کا واقعہ پیش نہیں آیا' انہوں نے غیر مسلموں کی عصمت و عفت کو اپنی آبرو سمجھا۔ اس کے برعکس غیر اقوام کی تاریخ دیکھیں تو ان کے جارحانہ عزائم کے پیچھے ہوس' مال اور ظلم و بربریت کے سوا کچھ نہیں شہادت کی موت دراصل عمر جاوید ہے اور شہید کا مقام زمین پر اس کا خون گرنے سے پہلے متعین ہو جاتا ہے اور نمازی ہونے کی صورت میں وہ بہت زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا
ہے لہو گرم رکھنے کا یہ ایک بہانہ

جہاد صرف میدان کارزار میں ہی نہیں بلکہ ہر دور میں ہر سمت میں درکار ہے۔ آج ہم جس آزمائش کے دور سے گزر رہے ہیں اور ہر طرف سے ہم پر بے راہ روی کی یلغار ہو رہی ہے ہمیں دین متین پر ثابت قدم رہنے کی راہ راست پر گامزن رہنے کے لئے جہاد کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں خلاف اسلام قوتوں کے خلاف جہاد کرنا ہے اور ان حکمرانوں کے خلاف جو اس ملک میں اسلام کی راہ میں رکاوٹیں ہیں اور ان کے ذریعے برائیوں کو تقویت پہنچ رہی ہیں اور ایسے مولویوں کے خلاف جو اسلام کے نام پر امت کو دھوکہ دے رہے ہیں اور انتشار پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ظالم و جابر حکمرانوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

ہمیں اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے کے لئے جہاد بالنفس سے کام لینا چاہئے اور تب ہی ہم اپنی زندگیوں کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھال سکیں گے۔ اور نفاذ اسلام کا خواب شرمندہ تعبیر کر سکیں گے۔ میری دعا ہے کہ

رب ذوالجلال ہر نوجوان کے سینے میں شوق شہادت اور جذبہ جہاد کی روح کو بیدار کرے۔ اسی

بقیہ مضمون جہاد فی سبیل اللہ صفحہ نمبر ۴۲ پر